جلوۂ نور
امام
زین العابدین علیہ السلام
مختصر زندگی نامہ اور منتخب احادیث کا مجموعہ

زین العابدین

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
کی چالیس منتخب احادیث

پیشکش:

مرکز علم و عمل کراچی

پوسٹ بکس: 2157 ناظم آباد۔ کراچی

کتاب: جلوۂ نور ''زین العابدینؑ''
تالیف وتوضیح: حیدر عباس عابدی
تصحیح: سجاد حسین مہدوی
کمپوزنگ: حسین نقوی
ٹائٹل: سید اکبر رضا رضوی
ناشر: مرکز علم وعمل کراچی
ملنے کا پتہ: E-31 رضویہ سوسائٹی ناظم آباد، کراچی
فون: 6622656

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان اپنے مقصد تخلیق سے ہم آہنگ رہے، برائی سے دور اور اچھائی سے منسلک رہے اور دنیا سے جانے کے بعد انسان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت باقی رہ جائے۔

ایسی کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی سیرت وکردار پر عمل کیا جائے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت گمراہ انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو پاک وپاکیزہ ہستیوں کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کے اعمال ان شخصیات سے ہم آہنگ نظر نہیں آتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنی عملی محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان عظیم کرداروں کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے ہم نے یہ مختصر لیکن اہم سلسلہ شروع کیا ہے۔ جسے کافی سراہا اور بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ الحمد للہ اب ہم جلوۂ نور **"زین العابدین"** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ عام طور پر امام علیہ السلام کی کربلا کی زندگی اور اقوال ہی

بیان کیے جاتے ہیں جبکہ ہم نے اس کتاب میں امام علیہ السلام کے دوسرے حیات بخش کلمات کی عکاسی کی کوشش کی ہے۔ ان احادیث کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے عربی عبارت اور رواں ترجمے سے پہلے ایک مقدمہ بھی بیان کیا ہے تاکہ ان کی اہمیت واضح ہو سکے۔

انشاء اللہ خداوند قادر وتوانا کی توفیقات ہمارے شامل حال رہیں تو اس سلسلے کی چودہ کڑیاں ایک ایک کرکے مکمل کریں گے۔ آپ اس میں کوئی کمی بیشی محسوس کریں یا کوئی تجویز ہو یا اس سلسلے میں کوئی مثبت تعاون کرنا چاہیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔

والسلام

شعبہ تربیت، مرکز علم و عمل، کراچی

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام

آپ کا اسمِ مبارک علی ہے۔ یہ نام آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام پر رکھا۔ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کی ولادت ۳۸ھ میں ہوئی۔ تاریخِ ولادت ۱۵ جمادی الثانی ہے۔ بعض روایتوں میں ولادت کی تاریخ ۵ شعبان بتائی گئی ہے۔

آپ کا ذاتی کردار اور آپ کی شخصیت اس قدر پاکیزہ اور بلند ہے کہ لوگ آپ کو زین العابدین، زین الصالحین اور سید الساجدین جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کی ذات پاک کے لئے زین العابدین کے الفاظ جناب رسالت مآبؐ کی روایت میں بیان کئے گئے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: روزِ قیامت ایک منادی ندا دے گا۔ اَیْنَ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ؟ اس وقت علی ابن ابیطالبؑ کا پوتا اور حسینؑ کا بیٹا علیؑ آگے بڑھے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت علی ابن الحسین کثرت سے سجدہ کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نعمت خدا یاد آتی سجدہ فرماتے، جب کوئی خوف یا اندیشہ دور ہوتا تو سجدہ کرتے، جب کسی کے مکر سے نجات سے ملتی سجدہ میں پیشانی رکھ دیتے، کسی ناخوشگوار خبر کو سنتے تو سجدہ بجالاتے، جب دورانِ تلاوت کسی ایسی آیت پر پہنچ جاتے جہاں واجب یا سنتی سجدہ ہوتا تو سجدہ کرتے۔ جب دو شخصوں میں صلح کراتے تو سجدۂ شکر ادا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ سجاد اور سید الساجدین کے القاب سے موسوم ہوئے۔

ایک مرتبہ آپؑ کے گھر میں آگ لگ گئی آپ اس وقت سجدہ میں تھے۔ لوگ آگ آگ کا غل مچانے لگے لیکن حضرت نے سجدے سے سر نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ آگ بجھا دی گئی۔ کسی نے کہا۔ "آپ کو آگ لگنے کی خبر بھی نہ ہوئی، آخر ایسا بے نیاز کس چیز نے بنایا؟" جواب میں فرمایا۔ "آخرت کی آگ نے۔"

جس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنے رفیقوں اور عزیزوں کے ساتھ کربلا میں شہادت کا مرتبہ پایا تو امام زین العابدین علیہ السلام اپنی بیماری کے سبب جہاد میں شرکت سے معذور تھے۔ یہ علالت بھی اللہ کی

مصلحت تھی کہ جس کے سبب سے نسلِ امامت کی حفاظت اور سلسلۂ ہدایت کا تسلسل ممکن ہو سکا۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کربلا میں جو شام آئی وہ شامِ غریباں کے نام سے موسوم ہے۔ اس دردانگیز اور اذیت ناک شام اور جگر سوز رات میں بھی سید سجاد علیہ السلام نے اپنی پیشانی سجدۂ معبود میں رکھی تو صبح سے پہلے سر سجدہ سے نہ اٹھایا۔

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام عابدین کی زینت، کثرت سے سجدہ کرنے والے اور سجدہ کرنے والوں کے سید و سردار ہیں۔ اللہ کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ بندوں کے حقوق کی نگہداری میں آپ کی سیرت و کردار کی بلندی ایک مثالی نمونہ ہے، غربا پروری اور فقرا نوازی کا یہ عالم تھا کہ رات کی تاریکی میں روٹیوں کی بوریاں اپنی پشت پر اٹھا کے فقرائے مدینہ کے گھروں پر جاتے اور پوشیدہ طور پر ان کو تقسیم کرتے تھے۔ آپ کی فیض رسانی اور سلوک احسان کا دائرہ صرف دوستوں تک محدود نہ تھا بلکہ جس طرح پروردگارِ عالم منکروں اور باغیوں کو بھی وسائلِ حیات سے محروم نہیں کرتا اسی طرح امام علیہ السلام نے بھی اپنے دشمنوں اور اپنے بھائی کے قاتل کے ساتھ حسنِ سلوک سے کام لیا۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی ابتلاء اور آزمائش کا نمونہ تھی

لیکن آپ کی شخصیت کا حسن اور آپ کی سیرت کی اثر آفرینی میں ان مصائب و شدائد سے کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جن سے امام زین العابدین علیہ السلام اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں دوچار رہے۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ۳۴ سال آپ کی امامت کا عرصہ ہے۔ اس تمام عرصہ میں آپ نے مسلمانوں کی اصلاح، ان کے نفوس کے تزکیہ اور ان کی اجتماعی زندگی کے استحکام و ترقی کے لئے جدوجہد فرمائی۔ تبلیغ کا بڑا ذریعہ وہ دعائیں ہیں جن کا مجموعہ صحیفۂ کاملہ کہلاتا ہے۔ ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر سے شہید کر دیا۔ تاریخ شہادت ۲۵ محرم ۹۵ھ ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حمد و شکر

تعریف اور توصیف کسی کمال پر کی جاتی ہے اور ہر کمال کی بازگشت خالق کائنات کی طرف ہے کہ جس نے اس مخلوق کو خلق کرتے ہوئے اس میں کمال کی خواہش اور کمال پذیری کی نعمت عطا کی۔ لہٰذا تمام حمد و ثنا اسی عظیم ذات کے لئے مختص ہے۔ لیکن ہر نعمت پر حمد کرنا انسان کی قدرت سے خارج ہے۔ اسی لئے پروردگار نے صرف نعمت کے اعتراف کو ہی اپنی حمد قرار دیا۔ اقرارِ نعمت کے بعد شکرِ نعمت کا مرحلہ آتا ہے لیکن اس کی نعمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ان کا شکر تو بہت دور کی بات ہے ان کا شمار کرنا بھی انسان کے لئے ناممکن ہے۔ اسی لئے اس نے شکر سے عاجزی کے اظہار کو ہی اپنا شکر قرار دیا۔ سید الساجدین علیہ السلام اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث: ۱

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْاِعْتِرَافَ بِالنِّعْمَةِ لَهُ حَمْداً،

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْاِعْتِرَافَ بِالْعَجْزِ عَنِ الشُّكْرِ شُكْراً.

پاک ومنزہ ہے وہ ذات جس نے اپنی نعمت کے اقرار کو حمد اور شکر سے عاجزی کے اقرار کو شکر قرار دیا۔

(بحارالانوار)

تفکر اور عمل

انسان اگر اپنی اور دنیا کی خلقت پر غور کرے تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ انسان جیسی عظیم اور ظریف مخلوق جو خدا کی خلقت کا بہترین شاہکار ہے اس کی انگلیوں کی پوروں سے لے کر دماغ و دل کی بناوٹ تک اس خالق کی عظمت اور تدبیر کی خبر دیتی ہے۔ اور جہان کے نظم و ضبط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کو بے کار اور عبث خلق نہیں کیا گیا۔ جتنا انسان غور وفکر کرے گا اتنا ہی اس حقیقت تک پہنچے گا اور بامقصد زندگی گزارنے کے لئے عملی میدان میں قدم اٹھائے گا۔

حدیث: ۲

تَفَكَّرُوا وَاعْمَلُوا لِمَا خُلِقْتُمْ لَهُ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً.

غور وفکر کرو اور جس کام کے لئے پیدا کیے گئے ہو اس پر عمل کرو کیونکہ خدا نے تم کو بیکار وعبث نہیں پیدا کیا ہے۔

(تحف العقول)

محبوب خدا

خدا سے محبت کا دعویٰ تو سب ہی کرتے ہیں لیکن اس محبت کا اندازہ اسی وقت ہوتا ہے جب قربانی کا وقت آئے اور انسان اپنی جان قربان کردے۔ دوسرا اس وقت جب انسان تاریکی شب میں اپنا آرام قربان کرکے خدا کے حضور راز ونیاز کرتا ہے اور اس کے عشق میں آنسو بہاتا ہے۔ خدا بھی ان ہی دو لوگوں کو پسند کرتا ہے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۳

مَا مِنْ قَطْرَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَطْرَتَيْنِ: قَطْرَةُ دَمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ قَطْرَةُ دَمْعَةٍ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ. لَا يُرِيدُ بِهَا عَبْدٌ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ.

خدا کی بارگاہ میں دو قطروں سے بڑھ کر کوئی اور قطرہ محبوب

نہیں ہے:

۱۔ راہ خدا میں گرنے والا خون کا قطرہ اور

۲۔ رات کی تاریکی میں بندہ کی آنکھ سے بہنے والا آنسو کا قطرہ جو صرف خدا کے لئے گرے۔

(بحار الانوار ج ۱۰۰ ص ۱۰)

نجات کا راستہ

انسان اس دنیا میں ایسے کاموں کی تلاش میں رہتا ہے کہ جن کے ذریعے اسے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہوجائے۔ امام علیہ السلام تین کاموں کو اس کی کامیابی اور نجات کا ذریعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث: ۴

ثَلاثٌ مُنْجِیاتٌ لِلْمُؤْمِنِ: کَفُّ لِسانِهِ عَنِ النّاسِ وَاغْتِیابِهِمْ، وَ اِشْغالُهُ نَفْسَهُ بِما یَنْفَعُهُ لِآخِرَتِهِ وَ دُنْیاهُ، وَ طُولُ الْبُکاءِ عَلی خَطِیئَتِهِ.

۴۔ تین چیزیں مومن کو نجات دینے والی ہیں:

۱۔ لوگوں کے بارے میں زبان پر کنٹرول کرنا، غیبت نہ کرنا۔

۲۔ ایسے کام میں مصروف رہنا جو اس کی دنیا و آخرت کے لئے مفید ہوں۔

۳۔ اپنے گناہوں پر بہت رونا۔

(تحف العقول ص ۲۸۲)

بد کردار کی دوستی

جہاں مصاحبت اور دوستی انسان کے کردار پر اثر انداز ہوتی ہے وہاں بہت سے مادی فوائد اور نقصانات کا دارومدار بھی اسی دوستی پر ہے۔

حدیث: ۵

اِیّاکَ وَ مُصاحَبَةَ الْفاسِقِ، فَاِنَّهُ بائِعُکَ بِاُکْلَةٍ اَوْ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ.

خبردار بدکردار کی صحبت میں نہ رہنا، کیونکہ وہ تم کو ایک لقمہ یا اس سے بھی کم پر بیچ دے گا۔ (تحف العقول ص ۲۷۹)

نادان کی دوستی

کم عقل اور بیوقوف لوگ نہ خود کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ان کی نادانی غلطی پر مجبور کرتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ نادان دوست اگر چہ اچھا بھی ہو تو اس کی اچھائی بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ امام ؑ اسی لئے نادان کی دوستی سے بچنے کے لئے فرماتے ہیں:

حدیث: ۶

اِیَّاکَ وَ مُصَاحَبَةَ الْاَحْمَقِ فَاِنَّهُ یُرِیْدُ اَنْ یَنْفَعَکَ فَیَضُرُّکَ.

۶۔ بیوقوف شخص کی صحبت سے بچو کیونکہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان پہنچا دے گا۔

(تحف العقول ص ۲۷۹)

کنجوس کی دوستی

بخل اور کنجوسی ایک بری عادت ہے۔ جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ضرورت کے وقت انسان کا مال کام میں نہیں آتا۔

کنجوس اپنی ضرورت پر خرچ نہیں کرتا تو اپنے دوست کے وقت پڑنے پر کس طرح خرچ کرے گا۔ وہ دوستی ہی کیا جو وقت پر کام نہ آئے۔

حدیث: ۷

اِیَّاکَ وَ مُصَاحَبَةَ الْبَخِیْلِ فَاِنَّهُ یَخْذُلُکَ فِیْ مَالِهِ اَحْوَجَ مَا تَکُوْنُ اِلَیْهِ.

خبردار بخیل کی صحبت سے بچو کیونکہ تمہاری شدید ضرورت کے وقت تم کو اپنے مال سے محروم کر دے گا۔

(تحف العقول)

جھوٹے کی دوستی

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جو جھوٹ بول سکتا ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس کا جھوٹ ہمیشہ غلط فہمی میں مبتلا رکھتا ہے۔ اسی لئے امام ؑ جھوٹے کی صحبت سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث: ۸

اِیَّاکَ وَ مُصَاحَبَةَ الْکَذَّابِ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ السَّرَابِ

يُقَرِّبُ لَكَ الْبَعِيْدَ وَ يُبْعِدُ لَكَ الْقَرِيْبَ.

۸۔ جھوٹے کی صحبت سے بچو کیونکہ وہ سراب کی طرح ہے جو دور کو قریب اور قریب کو دور بتائے گا۔

(تحف العقول)

مومن کی محبت

ایمانی رشتہ ایک مضبوط ترین رشتہ ہے اور اس رشتے کی وجہ سے مومن کے دوسرے مومن پر بہت سے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ ان ہی حقوق میں سے ایک بنیادی حق یہ ہے کہ وہ برادر مومن کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہو:

حدیث: ۹

نَظَرُ الْمُؤْمِنِ فِیْ وَجْهِ أَخِیْهِ الْمُؤْمِنِ لِلْمَوَدَّةِ وَ الْمَحَبَّةِ لَهُ عِبَادَةٌ.

۹۔ مومن کا برادر مومن کے چہرے کی طرف مودت اور محبت سے نظر ڈالنا عبادت ہے۔

(تحف العقول)

ہمسائے کے حقوق

برادر مومن کی طرح ہمسائے کے بھی کچھ حقوق ہیں اگرچہ وہ مومن اور مسلمان نہ ہو۔ اس کے حقوق کے بارے میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۰

أَمَّا حَقُّ جَارِکَ فَحِفْظُهُ غَائِباً وَ إِكْرَامُهُ شَاهِداً، وَ نُصْرَتُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوماً، وَ لَا تَتَّبِعْ لَهُ عَوْرَةً. فَإِنْ عَلِمْتَ عَلَيْهِ سُوْءً سَتَرْتَهُ عَلَيْهِ، وَ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّهُ يَقْبَلُ نَصِيْحَتَکَ نَصَحْتَهُ فِيْمَا بَيْنَکَ وَ بَيْنَهُ، وَ لَا تُسْلِمْهُ عِنْدَ شَدِيْدَةٍ، وَ تُقِيْلُ عَثْرَتَهُ وَ تَغْفِرُ ذَنْبَهُ، وَ تُعَاشِرُهُ مُعَاشَرَةً كَرِيْمَةً.

تمہارے ہمسائے کا حق یہ ہے کہ غائب ہو تو اس کی حفاظت کرو، موجود ہو تو اس کا احترام کرو، جب وہ مظلوم واقع ہو تو اس کی مدد کرو، اس کے رازوں کا تجسس نہ کرو۔ اگر اس کی کوئی برائی تمہیں معلوم ہو جائے تو اس کو چھپا لو، اور اگر تم جانتے ہو کہ وہ تمہاری نصیحت کو قبول کرے گا تو اس کو اس

بات کے بارے میں نصیحت کرو جو تمہارے اور اس کے درمیان ہے، سختی کے وقت اس کو تنہا نہ چھوڑو، اس کی لغزشوں کا خیال نہ کرو، اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

(بحارالانوار)

علم کی طلب

جن چیزوں کی حقیقت سے انسان جاہل ہوتا ہے ان سے غافل رہتا ہے لیکن جب کسی چیز کی خوبیوں کو حقیقتاً درک کرلے تو اس کی عقل اسے وہ چیز حاصل کرنے کے لئے ترغیب دلاتی ہے۔ چنانچہ امام (علیہ السلام) علم کے بارے میں فرماتے ہیں۔

حدیث: ۱۱

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِيْ طَلَبِ العِلْمِ لَطَلَبُوْهُ وَ لَوْ بِسَفْكِ الْمُهَجِ وَ خَوْضِ اللُّجَجِ.

اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ طلب علم میں کیا کچھ ہے تو خون

بہا کر اور دریا کی موجوں میں گھس کر بھی حاصل کرلیں۔

(بحارالانوار)

جھوٹ گناہ

مالک کی حکم عدولی اگرچہ معمولی ہی کیوں نہ ہو، بندے کو اس کی نظروں سے گرا دیتی ہے۔ دوسری طرف سے چھوٹے احکامات کی حکم عدولی سے بندے کی جرأت میں اضافہ ہوتا ہے اور پھر وہ بڑے سے بڑے حکم پر سرتابی کرنے لگتا ہے۔ اس لئے امام زین العابدین (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۲

اِتَّقُوا الْكِذْبَ الصَّغِيْرَ مِنْهُ وَالْكَبِيْرَ فِيْ كُلِّ جِدٍّ وَ هَزْلٍ.

جھوٹ سے پرہیز کرو چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، واقعی طور سے ہو یا مذاق میں۔

(تحف العقول)

گناہ مانع دعا

انسان پر آنے والی مصیبتیں یا اس کی آزمائش ہیں یا اس کے لئے

کی سزا ہیں۔ پروردگار کی حکم عدولی اس کی رحمت اور نعمت کو بدل دیتی ہے، بلاؤں کے نزول کا سبب بنتی ہے اور دعاؤں کو درجۂ قبولیت تک پہنچنے سے روک دیتی ہے۔ چنانچہ سید الساجدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۳

وَالذُّنُوْبُ الَّتِی تَرُدُّ الدُّعَاءَ: سُوْءُ النِّیَّةِ، وَ خُبْثُ السَّرِیْرَةِ، وَ النِّفَاقُ مَعَ الْاِخْوَانِ، وَ تَرْکُ التَّصْدِیْقِ بِالْاِجَابَةِ، وَ تَاخِیْرُ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَاتِ حَتّٰی تَذْهَبَ اَوْقَاتُهَا، وَ تَرْکُ التَّقَرُّبِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِالْبِرِّ وَ الصَّدَقَةِ، وَ اسْتِعْمَالُ الْبَذَاءِ وَ الْفُحْشِ فِی الْقَوْلِ.

جو چیزیں دعاؤں کے قبول نہ ہونے کے سبب بنتی ہیں ان میں سے یہ (بھی) ہیں:

۱۔ بدنیتی

۲۔ خبث باطنی،

۳۔ برادرانِ دینی کے ساتھ منافقت،

۴۔ قبولیت دعا پر اعتقاد نہ رکھنا،

۵۔ واجب نمازوں میں اتنی تاخیر کہ ان کا وقت ہی گزر جائے،

۶۔ صدقہ و احسان نہ کر کے تقرب الی اللہ کو چھوڑ دینا،

۷۔ فحش باتیں کرنا اور رفتار میں برائی پیدا کرنا۔

(معانی الاخبار)

آتشِ جہنم سے خوف کے اثرات

انسانی زندگی پر توحید اور معاد (قیامت) کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ جتنا یہ دو نظریے قوی ہوں گے اتنا ہی وہ صراطِ مستقیم پر قائم رہے گا۔ خدا کے وجود اور اس کے اختیارات کا یقین، خوف و رجا کی کیفیت، ثواب اور عذاب پر ایمان انسان کو اس بات پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ صدقِ دل سے توبہ کرے اور محرمات سے پرہیز کرے۔ آتشِ جہنم پر یقین کے اثرات بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۴

مَنْ اَشْفَقَ مِنَ النَّارِ بَادَرَ بِالتَّوْبَةِ مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَ رَاجَعَ عَنِ الْمَحَارِمِ.

جو آتش جہنم سے ڈرے گا وہ خدا سے اپنے گناہوں کے بارے میں جلد توبہ کرے گا اور حرام کاموں کے ارتکاب سے بچے گا۔

(تحف العقول)

گناہ اور ندامت

گناہ کے بعد اس پر ندامت اس بات کی علامت ہے کہ وہ گناہ کو برا سمجھتا ہے۔ اگر یہ علامت کسی میں پائی جائے تو اس سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ گناہ کو ترک کر دے گا۔ لیکن اگر کوئی گناہ کرنے پر نادم ہی نہ ہو تو بہت مشکل ہے کہ وہ گناہ کو ترک کرے بلکہ اگر اس پر خوش ہو تو یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے اس لئے کہ اس طرح مزید برائیوں میں پڑنے کا خطرہ ہے۔ اسی لئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۵

إِيَّاكَ وَ الْابْتِهَاجَ بِالذَّنْبِ فَإِنَّ الْابْتِهَاجَ بِهِ أَعْظَمُ مِنْ رُكُوبِهِ.

خبردار گناہوں پر خوش نہ ہونا کیونکہ گناہوں پر خوش ہونا گناہ

کرنے سے زیادہ برا ہے۔ (بحار الانوار)

گناہ مانع نعمت

اسی طرح وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۱۶

اَلذُّنُوبُ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمَ: اَلْبَغْيُ عَلَى النَّاسِ، وَ الزَّوَالُ عَنِ الْعَادَةِ فِي الْخَيْرِ وَ اصْطِنَاعِ الْمَعْرُوفِ، وَ كُفْرَانُ النِّعَمِ، وَ تَرْكُ الشُّكْرِ.

۱۶۔ جو گناہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں ان میں سے یہ (بھی) ہیں:

۱۔ لوگوں پر ظلم کرنا

۲۔ اچھی عادت اور نیک ارادوں کو ترک کر دینا

۳۔ کفران نعمت کرنا

۴۔ شکر نہ کرنا

ترکِ گناہ

اگرچہ نیکیوں کے عادی ہونے اور برائیوں سے محفوظ رہنے کا بہترین وقت جوانی ہے لیکن خوابِ غفلت سے کسی وقت بھی بیدار ہو جائے، غنیمت ہے۔ خدا ارحم الراحمین ہے۔ اس نے اپنے مغرور بندوں کے لئے ہمیشہ توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اس لئے جس وقت بھی انسان گناہ کی قباحت کو سمجھ لے اور اسے یہ ادراک ہو جائے کہ گناہ کرنے سے خالق و معبود کی ذات پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ گناہ بذاتِ خود برائی رکھتا ہے اور جو بھی اس سے آلودہ ہوگا اسی کی ذات کو نقصان پہنچائے گا، تو اس وقت گناہ کو ترک کر دے۔

حدیث: ۱۷

لَا تَمْتَنِعْ مِنْ تَرْکِ الْقَبِیْحِ وَ اِنْ کُنْتَ قَدْ عُرِفْتَ بِهٖ.

برائی کے چھوڑنے میں کوئی تأمل نہ کرو اگرچہ وہ تمہاری پہچان بن چکی ہو۔

(بحار الانوار)

نفس کا احترام

انسانی فطرت یہ ہے کہ جب تک کسی کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہو جاتا اس کی قدر نہیں کرتا۔ انسان اس دنیا میں اپنی اہمیت اور حیثیت سے آگاہ ہو جائے تو دنیا اور اس کی تمام چیزیں اس کے سامنے حقیر ہو جائیں۔

حدیث: ۱۸

مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهٗ هَانَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا.

جس کو اپنے نفس کی کرامت کا احساس ہوگا اس کی نظر میں دنیا حقیر و ذلیل ہو جائے گی۔

(تحف العقول ص ۲۷۸)

انسان کی عظمت

اور جب انسان اپنی اہمیت سے آگاہ ہو جائے اور دنیا کی پستی اور حقارت تک پہنچ جائے تو ایسا ہی انسان عظمت رکھتا ہے۔

حدیث: ۱۹

أَعْظَمُ النَّاسِ خَطَراً مَنْ لَمْ يَرَ الدُّنْيَا خَطَراً لِنَفْسِهٖ.

سب سے عظیم شخص وہ ہے جس کے سامنے دنیا حقیر ہو۔

(تحف العقول ص ۲۷۸)

راضی بہ رضا

اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر کام اور ہر قانون میں انسان کی مصلحت کا خیال رکھا ہے۔ لیکن اس پر یقین رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حدیث: ۲۰

اَلرِّضَا بِمَکْرُوْہِ الْقَضَاءِ اَرْفَعُ دَرَجَاتِ الْیَقِیْنِ.

ناخوشگوار مقدرات پر راضی رہنا یقین کا سب سے بلند درجہ ہے۔

(بحار الانوار ج ۷۸، ص ۱۶۱)

سب سے بڑا دشمن

جہاد بالنفس کو جہاد اکبر کہا گیا۔ جس میں انسان اپنی نفسانی خواہشات کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ یہ نفسانی خواہشات انسان کی سب سے بڑی دشمن ہیں جو انسان کو برائیوں پر ابھارتی ہیں اور نیکیوں سے دور کرنے میں سرگرم عمل رہتی ہیں۔ اس لئے امیر المومنین

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کے لئے اس کے نفس سے بڑا کوئی دشمن نہیں۔ پس اگر اس دشمن کو انسان زیر کرلے تو اس نے سب کچھ حاصل کرلیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث: ۲۱

اَلْخَیْرُ کُلُّهُ صِیَانَةُ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ.

انسان کا اپنے اوپر کنٹرول تمام خوبیوں کا مجموعہ ہے۔

(تحف العقول)

جو دعا قبول نہ ہو کیا وہ ....؟

دعا چاہے قبول ہو یا نہ ہو مومن کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگرچہ اکثر لوگ دعا کے قبول نہ ہونے سے مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں یا پریشان ہو جاتے ہیں لیکن دعا کے قبول نہ ہونے کی بہت سے وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جن میں سے ایک اہم وجہ کی طرف خود قرآن اشارہ کرتا ہے کہ "بسا اوقات انسان برائی کی دعا اس طرح مانگتا ہے جس طرح اپنے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے اور انسان تو بڑا ہی جلد باز ہے۔"

حدیث: ۲۲

اَلْمُؤْمِنُ مِنْ دُعَائِهٖ عَلیٰ ثَلاثٍ: اِمَّا اَنْ یُدَّخَرَ لَهٗ وَ اِمَّا اَنْ یُعَجَّلَ لَهٗ وَ اِمَّا اَنْ یُدْفَعَ عَنْهُ بَلاءٌ یُرِیْدُ اَنْ یُصِیْبَهٗ.

مومن کی دعا کا تین میں سے کوئی ایک نتیجہ نکلتا ہے:

۱۔ یا دعا کا ثمر اس (کی آخرت) کے لئے ذخیرہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ یا اس کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

۳۔ یا آنے والی بلا اس سے دور ہو جاتی ہے۔

مزید فوائد

دعا کرنے کے مزید فوائد بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۲۳

اِنَّ الدُّعَاءَ لَیَرُدُّ الْبَلاءَ وَ قَدْ اُبْرِمَ اِبْرَاماً. اَلدُّعَاءُ یَدْفَعُ الْبَلاءَ النَّازِلَ وَ مَا لَمْ یَنْزِلْ.

دعا یقیناً آنے والی بلا کو پلٹا دیتی ہے۔ دعا نازل ہونے والی

بلا اور وہ بلا جو ابھی نازل نہیں ہوئی ان کو پلٹا دیتی ہے۔

علماء کی محفل

اچھے دوست اور اچھی محفلیں انسان کے کردار پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ خاص طور پر ایسی محفلیں جہاں باعمل علماء کی شرکت ہو۔ ایسی محافل میں نہ صرف علماء کی باتیں مفید ہوتی ہیں بلکہ ان کے ظاہری آداب بھی قابلِ تقلید ہوتے ہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حدیث: ۲۴

مَجَالِسُ الصَّالِحِیْنَ دَاعِیَةٌ اِلَی الصَّلاحِ وَ آدَابُ الْعُلَمَاءِ زِیَادَةٌ فِی الْعَقْلِ.

اچھے لوگوں کی محفلیں اچھائی کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ اور دانشوروں کے آداب عقل میں اضافہ کرتے ہیں۔

(تحف العقول)

تعجب کی بات

ہر روز لوگ ہماری آنکھوں کے سامنے اس دنیا کو خیر باد کہہ کر چلے جاتے ہیں اور ہم خود انھیں قبر تک پہنچا کر آتے ہیں۔ یعنی دنیاوی

زندگی کی بے ثباتی ہمارے سامنے ہے اور ہمیں یہ معلوم ہے کہ دار قرار اور دار بقاء کہیں اور ہے لیکن پھر بھی دنیا پرستی میں مگن ہیں اور اپنے اصل مسکن کے لئے کچھ نہیں کرتے۔

حدیث: ۲۵

عَجَباً کُلَّ الْعَجَبِ لِمَنْ عَمِلَ لِدارِ الْفَناءِ وَ تَرَکَ دَارَ الْبَقاءِ.

انتہائی تعجب ہے اس پر جو فانی دنیا کے لئے عمل کر رہا ہے لیکن دار بقاء سے غافل ہے۔

عیب جوئی

اپنی ذات پر تنقید کرنا اور اپنی خامیوں کو برطرف کرنا مومن کی علامات میں سے ایک علامت ہے اور انفرادی اور اجتماعی تکامل کے لئے ایک اہم ضرورت بھی۔ اس طرح سے معاشرے سے برائیاں بھی کم ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف عیب جوئی ایک بری عادت ہے۔ کیونکہ ہم جس کی برائی تلاش کریں گے وہ جواب آں غزل کے طور پر ہماری بھی برائیاں تلاش کرے گا جس سے معاشرے میں برائیاں

پھیلیں گی۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۲۶

مَنْ رَمَی النَّاسَ بِمَا فِیْهِمْ رَمَوْهُ بِمَا لَیْسَ فِیْهِ.

جو شخص کسی میں موجود عیب کی وجہ سے اس کو بدنام کرے گا، لوگ اس کو ان عیبوں سے بدنام کریں گے جو اس میں نہیں ہیں۔

زحمتیں آخرت کے لئے

خدا کے مقرب بندوں کا امتحان بہت سخت ہوتا ہے۔ مشکلات اور مصائب زیادہ ہوتے ہیں وہ یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں لیکن یہ سب کچھ صرف اور صرف رضائے خدا کے لئے ہوتا ہے۔ وہ امتحان جو سید الساجدین علیہ السلام کا ہوا، کسی کا نہیں ہوا لیکن رضائے پروردگار کے لئے جس صبر وتحمل کا مظاہرہ آپ علیہ السلام نے کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اولیاء خدا کی زحمتوں کے بارے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حدیث: ۲۷

مَا تَعِبَ أَوْلِیَاءُ اللّٰهِ فِی الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا، بَلْ تَعِبُوا فِی الدُّنْیَا لِلْآخِرَةِ.

اولیائے خدا دنیا میں دنیا کے لئے زحمتیں نہیں اٹھاتے بلکہ دنیا میں آخرت کے لئے زحمتیں اٹھاتے ہیں۔

میوۂ سماعت

خالق کائنات حکیم ہے اس نے ہر چیز کو کسی مقصد کے لئے خلق کیا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کے وجود کا ہر عضو اس کی اشرفیت میں معاون اور مددگار ہے۔ خدا نے انسان کو کان جیسی نعمت دی۔ اس نعمت کا صحیح مقصد بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۲۸

لِکُلِّ شَیْءٍ فَاکِهَةٌ وَ فَاکِهَةُ السَّمْعِ الْکَلَامُ الْحَسَنُ.

ہر چیز کے لئے ایک پھل ہے اور سماعت کے لئے پھل اچھی بات ہے۔

زبان

زبان خدا کی عظیم نعمت ہے اور انسان کی فکر اور مافی الضمیر کی آئینہ دار ہے۔ اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ حکماء اور فلاسفر نے ''نطق'' (گفتگو) کو انسان اور حیوان کے درمیان حدِ فاصل قرار دیا ہے۔ اتنی اہمیت کے باوجود یہ بہت خطرناک بھی ہے۔ اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے تو انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔ اسی لئے امام علیہ السلام زبان کو قابو میں رکھنے کے لئے فرماتے ہیں:

حدیث: ۲۹

کُفَّ الْأَذَی رَفْضُ الْبَذَاءِ، وَ اسْتَعِنْ عَلَی الْکَلَامِ بِالسُّکُوتِ، فَإِنَّ لِلْقَوْلِ حَالَاتٍ تَضُرُّ، فَاحْذَرِ الْأَحْمَقَ.

بری گفتگو سے پرہیز دوسروں کی دل آزاری کرنے سے بچاتا ہے، گفتگو میں خاموشی سے مدد لو، کیونکہ بعض اوقات گفتگو میں نقصان پوشیدہ ہے اس لئے احمق کی گفتگو سے پرہیز کرو۔

سچ

عام طور پر جھوٹ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی کام نکالنا ہو یعنی جھوٹ کو ذاتی ترقی کا ضامن سمجھا جاتا ہے لیکن جھوٹ چھپتا نہیں۔ ممکن ہے وقتی طور پر کام نکل جائے لیکن بعد میں جب حقیقت سامنے آتی ہے تو انسان کی شخصیت خاک میں مل جاتی ہے۔ جبکہ سچ روز آخرت تو فائدہ پہنچائے گا ہی (مائدہ ۱۱۹) دنیا میں بھی انسان کی شخصیت بناتا ہے اور اس کے مسائل کا حل بھی ہے۔ امام علیہ السلام اس حقیقت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۰

خَیْرُ مَفَاتِیحِ الْاُمُوْرِ الصِّدْقُ، وَ خَیْرُ خَوَاتِیمِهَا الْوَفَاءُ.

کاموں کی بہترین ابتدا سچ ہے، اور ان کی بہترین انتہا تکمیل ہے۔

غیبت کی حقیقت

غیبت کرنا اکثر لوگوں کی عادت ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حدیث: ۳۱

اِیَّاکَ وَ الْغِیْبَةَ فَاِنَّهَا اِدَامُ کِلَابِ النَّارِ.

خبردار! غیبت کرنے سے بچو کیونکہ غیبت جہنم کے کتوں کی خوراک ہے۔

سخی اور بخیل

سخی خدا کے نزدیک اور جہنم سے دور ہوتا ہے۔ یہی چیز اسے سخاوت پر مطمئن رکھتی ہے اور وہ اسی پر فخر کرتا ہے۔ جبکہ بخیل اپنے بخل سے اتنا پست ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے مال و دولت کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ امام علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

حدیث ۳۲

اَلْکَرِیْمُ یَبْتَهِجُ بِفَضْلِهِ، وَ اللَّئِیْمُ یَفْتَخِرُ بِمُلْکِهِ.

کریم انسان اپنی بخشش پر خوش ہوتا ہے اور ذلیل شخص اپنی ملکیت پر فخر کرتا ہے۔

بہترین تجارت

انسان راہِ خدا میں جان و مال دے کر اپنے خدا سے تجارت کرتا

ہے۔ یہاں دیتا ہے اور وہاں اس سے کئی گنا اور کہیں بہتر کا حقدار بن جاتا ہے۔

حدیث: ۳۳

مَنْ كَسَا مُؤْمِناً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنَ الثِّيَابِ الْخُضْرِ.

جو کسی مؤمن کو لباس فراہم کرے گا خداوند جنت میں اس کے لئے سبز لباس فراہم کرے گا۔

آرام دہ زندگی

۳۴۔ زندگی میں پیش آنے والی ہر مشکل کا اجر انسان کے لئے اس ابدی دنیا میں محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ جبکہ اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ یہ زندگی آرام وسکون سے گزر جائے اور انھیں کوئی پریشانی نہ ہو۔ ہمارے امام علیہ السلام کیا پسند فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

حدیث: ۳۴

اِنِّیْ لَاَکْرَہُ لِلرَّجُلِ اَنْ یُعَافٰی فِی الدُّنْیَا فَلَا یُصِیْبُهٗ شَیْءٌ مِنَ الْمَصَائِبِ.

میں کسی کے لئے یہ پسند نہیں کروں گا کہ وہ دنیا بالکل آرام میں گزار دے اور اسے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

اطاعت

دوران زندگی اکثر ایسا ہوتا ہے خوشنودی پروردگار کے حصول میں دوسروں کی خوشنودی مانع بن جاتی ہے۔ خدا کی اطاعت میں کبھی والدین کی اطاعت، دفتر کی افسر کی اطاعت رکاوٹ بنتی ہے۔ ایسے میں کس کی اطاعت کو مقدم کیا جائے۔ امام علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۵

قَدِّمُوْا اَمْرَ اللّٰهِ وَ طَاعَتَهٗ وَ طَاعَةَ مَنْ اَوْجَبَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗ بَيْنَ يَدَيِ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا.

تمام چیزوں پر مقدم خدا کی اطاعت اور جس کی خدا نے اطاعت واجب قرار دی ہے۔

(تحف العقول)

گناہ گار کی دوستی اور ظالم کی مدد

یوں تو ہر برائی ہی انسان پر اثر انداز ہوتی ہے لیکن بعض برائیاں ایسی ہیں جو انسان کو ہلاک کردیتی ہیں۔ ایسی ہی تین برائیوں کا تذکرہ

کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۶

اِیَّاکُمْ وَ صُحْبَةَ الْعَاصِیْنَ، وَ مَعُوْنَةَ الظَّالِمِیْنَ وَ مُجَاوَرَةَ الْفَاسِقِیْنَ، اِحْذَرُوْا فِتْنَتَهُمْ، وَ تَبَاعَدُوا مِنْ سَاحَتِهِمْ.

گناہگاروں کی دوستی، ظالموں کی مدد، فاسقوں کی قربت اور ان کے فتنوں سے بھی بچو! اوران سے دور رہو۔

عذابِ جہنم میں جلنے والے

دینِ خدا اور اولیائے خدا کی پیروی دنیا اور آخرت کی سعادت کا سبب ہے اوران کی مخالفت جہاں اخروی زندگی میں آتشِ جہنم میں لے جاتی ہے وہاں اس دنیا میں بھی انسان دنیا کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔

حدیث: ۳۷

وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ مَنْ خَالَفَ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ وَ دَانَ بِغَیْرِ دِیْنِ اللّٰهِ وَ اسْتَبَدَّ بِاَمْرِهِ دُوْنَ اَمْرِهِ دُوْنَ اَمْرِ وَلِیِّ اللّٰهِ، فِیْ نَارٍ تَلْتَهِبُ

جو بھی اولیائے خدا کی مخالفت کرے اور خدا کے دین کے علاوہ کسی اور دین پر چلے، خدا کے حکم کے بجائے اپنی رائے

پر عمل کرے تو وہ بھی آگ میں جلے گا۔

خدا سے شرم وحیا

تمام نیکیوں کی بنیاد خوفِ خدا اور اس سے شرم وحیا ہے۔ انسان اگر خدا سے شرم وحیا رکھے گا تو کسی جگہ اور کسی مقام پر اس کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ اسی لئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۸

خَفِ اللّٰهَ تَعَالٰی لِقُدْرَتِهٖ عَلَیْکَ وَ اسْتَحْيِ مِنْهُ لِقُرْبِهٖ مِنْکَ

خدا کی طاقت سے ڈرو، اور خدا کی نزدیکی کی وجہ سے شرم وحیا کرو۔

دشمنی اور دوستی

دوستی اور دشمنی خدا کے لئے ہونی چاہئے اور خدا کے دشمن سے دشمنی اور اس کے دوست سے دوستی ہی انسان کے لئے بہتر ہے۔ امام علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

حدیث: ۳۹

لَاتُعَادِیَنَّ اَحَدًا وَ اِنْ ظَنَنْتَ اَنَّهُ لَایَضُرُّکَ. وَ لَا

تزهدن فی صداقة احد و ان ظننت لا ینفعک

اگر کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا پھر بھی ہرگز اس سے دشمنی نہ کرو، اور اگر کوئی تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکے پھر بھی اس سے دوستی ترک نہ کرو۔

پناہ خدا

انسان جہاں نیکیوں کے حصول اور برائیوں سے بچنے کی کوشش کرے وہاں اس توفیق کی خدا سے دعا بھی مانگے۔ یہی امام زین العابدین، سید الساجدین علیہ السلام کی سیرت ہے:

حدیث: ۴۰

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَیَجَانِ الْحِرْصِ وَ سَوْرَةِ الْغَضَبِ وَ غَلَبَةِ الْحَسَدِ...... وَ سُوْءِ الْوِلَایَةِ لِمَنْ تَحْتَ اَیْدِیْنَا۔

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں حرص ولالچ، غضبناک ہونے اور حسد کے غالب ہونے سے...... اور اپنے ماتحت افراد کی بری سرپرستی سے۔

التماس سورۃ الفاتحہ

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی
سید ابوذر شہرت بلگرامی ابن سید حسن رضوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی
سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی
سیدہ اُمّ حبیبہ بیگم

حاجی شیخ علیم الدین
شمشاد علی شیخ
مسیح الدین خان

فاطمہ خاتون
شمس الدین خان
و جملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

طالبانِ دعا

سید حسن علی نقوی ، حسّان ضیاء خان
سعد شمیم ، حافظ محمد علی جعفری

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد

Hassan

naqviz@live.com